تعارف وتبصرہ

مولانا مودودی کے معاشی تصورات مولف: محمد اکرم خاں

ادارہ معارف اسلامی کراچی　　اپریل ۱۹۸۳ء　صفحات ۲۰۸

اسلام ایک نظام حیات ہے اور اس کا ایک لازمی تقاضا یہ ہے کہ اجتماعی ادارے بھی الٰہی ہدایات کے تابع ہوں۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس دور میں اس فکر کو بڑی قوت کے ساتھ پیش کیا ہے نظام حیات کا ایک شعبۂ معاش بھی ہے۔ اسلام اس مسئلہ میں کیا رہنمائی دیتا ہے اور اس کی معاشی ہدایات کے امتیازات کیا ہیں، دیگر معاشی نظریات کے مفاسد کیا ہیں۔ ان مسائل پر بھی مولانا مرحوم نے قابل قدر تحریری وتقریری سرمایہ چھوڑا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں اسی سرمایہ کو نئے انداز سے پیش کیا ہے۔ اس سے قبل بھی پروفیسر خورشید احمد صاحب نے "معاشیات اسلام" کے نام سے مولانا کی متنوع تحریروں سے ایک کتاب مرتب کی تھی۔ یہ ۱۹۶۹ء تک کی تحریروں پر مشتمل تھی۔ اس کتاب کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں "معاشیات اسلام" کے بعد بھی مولانا مرحوم کے قلم سے نکلے ہوئے معاشی افکار کا احاطہ کیا گیا ہے۔

کتاب پندرہ ابواب میں منقسم ہے ان میں مولانا مودودیؒ کی معاشی تصانیف کا تعارف، جدید معاشی نظریات پر ان کی تنقید، مختلف معاشی امور پر ان کے خیالات، ان خیالات پر مبنی معاشی ماڈل اور ان کے معاشی نظریات کا تنقیدی جائزہ جیسے اہم مباحث شامل ہیں، موخر الذکر دو مباحث زیادہ توجہ کے قابل ہیں۔

علم معاشیات کے ذیلی مباحث کے تحت مولانا کے افکار کو پیش کرنے کی اس منفرد کوشش سے قبل مولف نے یہ صراحت کی ہے کہ "مولانا مودودی کو علم معاشیات میں اختصاص حاصل نہیں تھا، اسی لیے ان کی تحریروں میں خالص معاشی تجزیہ کا عنصر بہت کم ہے۔ اس کے مقابلہ میں انھوں نے اسلام کے اصولوں کی روشنی میں معاشی فلسفہ اور بالخصوص معاش کے اس پہلو پر کلام کیا ہے جو الٰہیات اور اخلاقیات سے متاثر ہوتا ہے۔" ص۲۲۔ مولانا کی تحریروں میں جن مقامات پر کوئی کمی محسوس ہوتی ہے اس کا اظہار بھی مولف نے بڑے سلیقے سے کیا ہے اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی بعض خرابیوں کا ذکر مولانا کی تحریروں میں اس لیے نہیں ہے کہ وہ مولانا کے عہد تصنیف کے بعد کی پیداوار ہیں۔ مثال کے طور پر افراط زر، معاشی ترقی کے حصول میں

ناکامی اور شرح مبادلہ زر کا اختلال وغیرہ ص۲۲" بلاسود معیشت میں انشورنس کا نظام کن بنیادوں پر چلے گا؛ اس کا ایک مختصر سا جواب حضرت مولانا نے تحریر فرمایا ہے لیکن انشورنس کا کوئی تفصیلی نقشہ ایسا نہیں دیا جس کی بنا پر اسلامی معیشت میں اس اہم ادارہ کی تشکیل نو کی جا سکے ص۲۷۔ سرمایہ دارانہ معیشت میں سود کی ضرورت کی ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ سود تشکیل سرمایہ کے لیے ایک محرک کا کام دیتا ہے۔ حضرت مولانا نے اس امر کی تائید یا تردید پر خصوصی توجہ نہیں دی ص۱۶

اس طرح کی بعض دیگر مثالیں بھی ہیں۔ ان سب سے اتفاق کرنا ضروری نہیں ہے۔ خود اس کتاب کے جو مقامات توجہ طلب ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

مولانا کی فکر پر مبنی معاشی ماڈل پیش کرتے ہوئے پہلا عنوان "مفروضات" کا قائم کیا گیا ہے اس کے لیے مناسب لفظ 'معتقدات' یا 'مسلمات' ہونا چاہیے تھا۔ مفروضات کے لیے صحیح مقام باب۱۲ کا ص۱۳۸ ہی ہے۔ اس طرح اسی بحث میں اسلام کے مثالی معاشرے کے لیے "خیالی" کا سابقہ بھی غیر مناسب ہے وہ معاشرہ خیالی نہیں حقیقی تھا ص۱۱۸

مولانا کے معاشی نظریات کے تنقیدی جائزے میں مولانا کے اسلوب کو قرآن پاک کے اسلوب سے قریب تر کہتے ہوئے مولف لکھتے ہیں:۔

"یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بالعموم وہ طرز تحریر اختیار کیا جو پی ایچ ڈی کے مقالوں یا خالص تحقیقی کتابوں میں اختیار کیا جاتا ہے اور جو مستشرقین کے طرز تحریر کا خاصہ ہے۔ اگر مولانا خالص تحقیقی زبان میں کلام کرتے تو شاید ..... ص۱۳۲ اس تحریر میں جو تضاد ہے وہ ہر صاحب نظر محسوس کر سکتا ہے۔

ضرورت تھی کہ اس کتاب کے تنقیدی حصہ کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا مگر اس مختصر سی تعارفی تحریر میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ اس باب کے اختتام پر Death Duty کے سلسلے میں مولف کا یہ نقطۂ نظر کہ حکومت کو اس کا حق ہونا چاہیے سطحی معلوم ہوتا ہے۔

ان چند تسامحات کے باوجود مجموعی حیثیت سے یہ کتاب قابل قدر ہے اور احترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بامقصد تنقید کا ایک اچھا نمونہ بھی۔ آخری باب "مولانا مودودیؒ کا اصل کارنامہ" کے عنوان سے ہے۔ مولف نے بہت کھلے دل سے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ دیگر شعبہ جات کی طرح اردو میں اسلامی معاشیات کی اصطلاح کو رواج دینے کا سہرا ان ہی کے سر ہے اور اس میدان میں بھی ان کی تحریریں علم معاشیات کے طالب علموں کی رہنمائی کے لیے بہت ہی قابل قدر ہیں۔ ہر تحقیقی کتاب کی طرح یہ بھی ماخذ و حوالہ جات سے مزین ہے۔ تاخیر سے تبصرہ پر معذرت کی جاتی ہے۔

(منور حسین فلاحی)